ادب میں ان کا وہی درجہ ہے جو مولانا شبلی کا اردو میں ہے وہ فرانسیسی اور ترکی ادبیات سے یکساں شغف رکھتے تھے انھوں نے فرنچ فلاسفہ اور علمار اجتماع کی کتب کا گہرا مطالعہ کیا تھا اور ان کے خیالات وافکار سے بے حد متاثر تھے، وہ ایک وسیع المعلومات مورخ تھے جو تاریخ نویسی کے قدیم وجدید اصولوں سے واقف تھے ان کو جدید و قدیم مصادر پر یکساں دسترس حاصل تھی۔

عربی ادب پر ان کی نظر گہری اور ناقدانہ تھی۔ دیوان المتنبی۔ سبعہ معلقہ اور مقامات حریری انھیں زبانی یاد تھے اس کے علاوہ عمرو بن ربیعہ۔ بحتری۔ ابو تمام۔ شریف الرضی۔ ابن الرومی طغرائی اور مصری کے سینکڑوں قصائد اور ہزاروں اشعار ان کے نوک زبان تھے۔

اسلوبِ انشار

کرد علی شروع شروع میں مسجع اور مقفیٰ انشار کے دل دادہ تھے بعد ازاں جب انھوں نے متقدمین مثل عبد الحمید الکاتب۔ ابن المقفع۔ جاحظ اور ابو حیان التوحیدی کی تصانیف کا مطالعہ کیا تو انھیں عالم ہی دوسرا نظر آیا۔ پُر تکلف اور بے معنی انشاپردازی سے بہت جلد ان کی طبیعت ہٹ گئی اور انھوں نے سادہ نثر نویسی کو اختیار کر لیا ان کا اسلوب بیان صاف رواں اور متقدمین کی طرح فصیح ہے۔ عالمانہ وقار کا حامل ہے اور تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے مصنفوں کے مشابہ ہے وہ فرنچ اسلوب بیان سے جس کے مقلد بعض اُن کے معاصر ادبا ہیں حتی المقدور بچتے ہیں۔

کتب تراجم

۱۹۰۷ء میں انھوں نے جارج ادانہ کے دو ناولوں کے تراجم الفضیلۃ والرذیلۃ المجرم البری کے نام سے شائع کئے۔ شارل سینیوبوس کی تاریخ تمدن کا ترجمہ تاریخ الحضارۃ بھی اسی زمانہ کی یادگار ہے۔

تصانیف

(۱) غرائب الغرب۔ بعض یورپی ممالک کا سفر نامہ ہے۔